عالمی قیامِ امن میں سیرت نبی ﷺ کا کردار: ایک تحقیقاتی مطالعہ

A research study of the Role of Seerat ul Nabi ﷺ in establishing Global Peace

Dr. Muhammad Waqar
Assistant Professor NUML Karachi
Email: muhammadwaqar167@gmail.com
Dr. Noman Naeem
President Jamia Binoria Al-Alamiya SITE Karachi
Maria
Research Scholar NUML Karachi

ABSTRACT
Islam is a religion of peace and harmony. It preaches security and safety in society more than anarchy or disorder. Since a safe and sound society is the foundation for the development of an individual, community, and soul, Islam lays down its principles based on the establishment of a social environment wherein peace prevails. Without peace, high aspirations tend to remain unfulfilled dreams. Islam condemns violence. It advocates equality and justice to Muslims and all human beings; it opposes oppression in all forms. It promotes life in harmony with several classes, both Islamic and non-Islamic. The Qur'an portrays the Holy Prophet Muhammad ﷺ as an everlasting and universal messenger, Rahmatul-lil-Alameen (Mercy to all the worlds). His political, economic, social, and governance systems, programs, and teachings sought to end oppression and injustice, preserve human dignity, defend fundamental rights, and end all sources of conflict to bring about world peace. Islam places great importance on human life, believing that the death of one innocent person is the same as the death of all people. Prophet Muhammad ﷺ's life, both before and after he became the Prophet, is a real-life example of tolerance, wisdom, patience, and peace. His actions demonstrated an innate propensity for promoting peace even as a young boy. His foresight, profound wisdom, and admirable morals are timeless examples of contented living. This study will examine what peace means and how the Prophet Muhammad ﷺ fits into the picture of world peace. It will provide insightful information, especially for global organizations that promote human rights and peace.
Keywords: Peace, Security, Human Rights, Seerat, Violence, Patience, Harmony, Fear, Global Peace, Covenant of Madina, Brotherhood, Justice

تعارف:

اسلام امن و آشتی اور صلح وسلامتی کا مذہب ہے۔ اسلام بد نظمی اور بد امنی کو ہر گز پسند نہیں کرتا ہے، بلکہ معاشرے میں امن وامان قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کا مقصد ہی پُر امن معاشرے کی تشکیل پر منحصر ہے اس لیے کہ ذاتی، سماجی اور روحانی ترقی کا دارومدار ہی پر امن معاشرے کی تشکیل پر منحصر ہے۔ اگر معاشرہ ہی پر امن نہ ہو تو کسی قسم کی ترقی کا خیال خام ہی ہو گا۔ اسلام تشدد کے خلاف اور امن وانصاف کا داعی ہے۔ اس نے زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کیا ہے۔ قرآنی تعلیمات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں دوسرے اقوام اور قبیلے کے ساتھ پُر امن طور پر رہنا چاہیے اور ان کی عزت کرنی چاہیے، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم اور زندگی کے تمام معاملات میں دوسرے اقوام کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا چاہیے۔

حضور نبی اکرم ﷺ از روئے قرآن چونکہ آفاقی اور دائمی نبی اور رحمۃ للعالمین بھی ہیں اس لیے آپ ﷺ نے دنیا کو جو پیغام، پروگرام اور حکومتی، سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی نظام دیا، اس کا ایک بڑا مقصد دنیا بھر سے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ، انسانیت کی تعظیم و تکریم، انسان کے بنیادی حقوق کی حفاظت تمام اسبابِ فتنہ کا قلع قمع اور جرائم کی بیخ کنی کے ذریعے عالمی سطح پر امن وامان کا قیام اور ہر انسان کے جان ومال اور عزت و آبرو کے لیے تحفظ وسلامتی کا سامان کرنا بھی تھا۔ اسلام نے انسانی زندگی کی حرمت کو اتنی اہمیت دی ہے کہ ایک شخص کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ساری زندگی اور اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد کا طرزِ عمل اور متعدد اقدامات امن پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہیں جنہیں ہم حضور ﷺ کی حد درجہ دور اندیشی، زیرکی، باطنی بصیرت، انتہاء درجے کی عقلمندی، معاملہ فہمی اور صبر وبرداشت جیسے اوصاف حمیدہ یا نورِ نبوت کا نتیجہ قرار دے سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایامِ شیر خوارگی اور بالکل بچپن میں بھی آپ ﷺ کے طور اطوار اور بعض عادات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ امن پسندی اور صلح جوئی آپ ﷺ کی سرشت اور جبلت وفطرت میں داخل تھی۔

زیر نظر مطالعہ میں "امن کا معنی ومفہوم اور عالمی قیامِ امن کے حوالے سے سیرت نبی ﷺ کے کردار کا تحقیقاتی مطالعہ " کی تفصیلات بیان کی جائیں گی۔ یہ مطالعہ تمام عالم انسانی بالخصوص عالمی امن قائم کرنے والی اور حقوق انسانی پر متحرک تنظیموں کیلئے سود مند ثابت ہو گا۔

امن کا معنی ومفہوم:

امن مفرد کا لفظ ہے اور "امن" مصدر سے ماخوذ ہے جس کا معنی "امان" یعنی "خوف کے بعد اطمینان قلب" ہیں۔ انگلش میں اس کیلئے مختلف الفاظ جیسے: Peace اور Security استعمال ہوتے ہیں۔ لسان العرب میں "امن" کے

معنیٰ "خوف سے آزادی، تحفظ، اور اطمینان" بیان کیے گئے ہیں۔[1] المعجم الوسیط میں اس کا مطلب "دل کا مطمئن اور بے خوف ہونا" مذکور ہے۔[2] آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں لفظ "Peace" کے حوالے سے معنی "عدم تشدد اور تنازعہ سے آزادی" بیان کیے گئے ہیں۔[3] Merriam-Webster's Collegiate Dictionary میں لفظ "Security" کا معنی "خطرات سے محفوظ رہنے کی حالت" بتایا گیا ہے۔[4] معجم المصطلحات الفقہیۃ میں امن معنی "آنے والے وقت میں ناپسندیدہ کام کی توقع نہ ہونا ہے" اور اس کا اصل نفس کا اطمینا اور ڈر کا زائل ہونا ہے۔ اور امان لفظ کے ضمن میں اس کا معنی انسان کی ایسی حالت کا نام بتایا گیا ہے کہ جس میں وہ اپنے دین، جان، مال، اور عزت کے حوالے سے اطمینان محسوس کرتا ہو، بیان کیا گیا ہے۔[5] امان کے معنی کبھی "حالت امن" کے آتے ہیں اور کبھی اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جاتی ہے۔[6] اردو میں "امن" کے لفظ کے ساتھ "سلامتی" کا لفظ بھی عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

انسان میں خوف وڈر "کسی خطرے، بے یقینی، فتنہ وفساد اور دہشت گردی" کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ شریعت اسلامی کے اصول و قواعد کی بنیاد امن و حفاظت کو مد نظر رکھتے ہوئے "مقاصد شریعت" پر رکھی گئی ہے جس میں ہر انسان خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اسے اپنے دین، جان، عزت، مال، عقل کے حوالے سے مکمل حفاظت، امن اور اطمینان دیا گیا ہے۔ امن صرف فرد کی کیفیات سے متعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ معاشرتی، ریاستی اور عالمی سطح پر اس کا اطلاق "قوموں کا باہمی مناقشات اور جھگڑوں سے پرہیز کرنا" پر بھی ہوتا ہے۔[7]

امن وسلامتی سیرت نبی ﷺ کی روشنی میں:

نبی کریم ﷺ آج کل کی امن و سلامتی کے زبانی کلامی دعویدار کی طرح نہیں تھے بلکہ آپ ﷺ نے امن و سلامتی کا ایک اعلیٰ نمونہ بن کر دکھایا۔ امن و سلامتی کی تعلیمات و ہدایات اور بدامنی کے تمام اسباب و محرکات کا قلع قمع کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے زندگی بھر اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد امن و سلامتی اور صلح و آشتی کے لیے حلف الفضول میں شرکت، قریش مکہ کی ایذارسانی پر صبر، ہجرتِ حبشہ، ہجرتِ مدینہ، میثاقِ مدینہ اور اس جیسے متعدد اقدامات فرمائے۔ آپ ﷺ کی سیرت سے ہمیں نہ صرف انفرادی امن و سلامتی، بلکہ معاشرتی، معاشی، سیاسی، ثقافتی، مذہبی، روحانی اور اخلاقی امن و سلامتی کی جہتوں کے حوالے سے رہنمائی ملتی ہے۔

معاہدۂ حلف الفضول میں امن وسلامتی کا کردار:

آپ ﷺ نے عربوں کو امن و محبت کا درس دیا اور ظلم و زیادتی سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ قیام امن کے معاہدے فرمائے اور ان کی تحریک فرمائی۔ آپ ﷺ حرب الفجار میں شریک تو ہوئے مگر آپ کو یہ شرکت پسند نہ تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا کہ

شَهِدْتُ حِلْفَ الْمُطَيَّبِينَ مَعَ عُمُومَتِي، وَ أَنَا غُلَامٌ فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ، وَ أَنِّي أَنْكُثُهُ

میں اپنے چچاؤں کے ساتھ- جبکہ ابھی میں نو عمر تھا-
حلف المطیبین- جسے حلف الفضول بھی کہا جاتا ہے- میں شریک
ہوا تھا، مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اس معاہدے کو توڑ ڈالوں اگرچہ
مجھے اس کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی دیئے جائیں۔[8]

ابن ہشام نے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں اس جنگ میں اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا کر دیتا جاتا تھا جو ان کے دشمنوں کی جانب سے آتے تھے۔[9] اس جنگ میں ہونے والے خونریزی کے بعد آپ ﷺ نے امن وسلامتی کا کردار ادا کرتے ہوئے قریش کے لوگوں سے گفتگو فرمائی۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں حلف الفضول کا معاہدہ ہوا۔ یہ معاہدہ آپ ﷺ کو اس قدر عزیز تھا کہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ

لَقَدْ شَهِدْتُ فِي دَارِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا، مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهِ حُمْرَ النَّعَمِ، وَلَوْ دُعِيتُ بِهِ فِي الْإِسْلَامِ لَأَجَبْتُ

میں عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں ایک معاہدے (حلف الفضول) میں
شریک ہوا، مجھے اس کے بدلے میں سرخ اونٹ (قیمتی مال) بھی ملتے تو بھی میں اسے نہ
چھوڑتا، اور اگر اسلام کے زمانے میں بھی مجھے اس (معاہدے) کی طرف بلایا جائے تو میں
ضرور اس میں شریک ہوں۔[10]

معاہدہ حلف الفضول مدتوں نافذ العمل رہا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب کسی مظلوم نے اس معاہدہ کا واسطہ دے کر فریاد کی تو لوگ بلا تامل تلواریں بے نیام کر دیتے اور اس فریادی کی مدد کیلئے دوڑ کر چلے آتے۔ آپ ﷺ کے اس اقدام نے کئی سالوں کی جنگ کو محبت میں بدل کر امن وسلامتی کی عظیم مثال قائم فرمادی۔

حجرِ اسود کی تنصیب اور امن کا پیغام:

جب آپ ﷺ کی عمر 35 سال تھی قریش مکہ نے کعبہ کی تعمیر نو کرتے ہوئے حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنا چاہا تو قبائل کے مابین اختلاف رونما ہو گیا۔ باہمی نزاع کے آثار ظاہر ہو گئے۔ بنو عبد الدار اور بنو عدی بن کعب نے خون کی لگن میں ہاتھ ڈبو کر مرنے مارنے کا عہد کر لیا اور قریب تھا کہ قریش اپنے امن وعافیت کے آبگینہ کو چکنا چور کر دیں، لیکن جب انہوں نے بیت اللہ داخل ہوتے پیغمبر امن ﷺ کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے کہ "امین آگئے، امن وامان کے پیکر اور امانت و دیانت کے حامل آگئے۔ یوں آپ ﷺ نے سارے مکہ میں امن وسلامتی کی فضا قائم کر دی اور مختلف قبائل کو ایک بہت بڑے نزاع اور جنگ سے محفوظ فرمالیا۔[11]

بعد از بعثت مکی زندگی اور قیامِ امن:

آپ ﷺ نے بعثت کے بعد تیرہ سالہ مکی زندگی میں افراد کی اصلاح اور تعمیر پر توجہ دی۔ آپ ﷺ نے پیغمبرانہ حکمت و دانائی کے ساتھ کچھ انسانوں کو انسان کامل بنایا۔ چونکہ آپ ﷺ دنیا میں امن و سکون کے علمبردار ہو کر تشریف لائے تھے تو آپ کی حیثیت سے آپ کی نظر اس چیز پر پڑی کہ یہ کام نہ تنہا کسی حکومت و سلطنت سے ہو سکتا ہے، نہ صرف قانون اور قانونی مشینری سے۔ لہذا جب انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنادیا جائے تو تب ہی عالم انسانیت ظلم و جور، قتل و غارت گری، بے حیائی و بد معاشتی سے پاک ہو گا۔ اس لیے آپ ﷺ مکی دور کے پورے تیرہ سال اسی افراد سازی کے کام پر صرف کیے گئے جس میں پیغمبر امن ﷺ نے پیغمبرانہ حکمت و دانائی کے ساتھ کچھ انسانوں کو انسان کامل بنایا۔ افراد سازی کا یہ عظیم الشان کام جو دارِ ارقم کے گمنام گوشے میں شروع ہوا تھا اس کا مختصر عنوان تو انسان کو انسان کامل بنانا ہے اور اس کی تفصیل و تشریح وہ پورا قرآن ہے جو مکی زندگی کے دورِ نبوت میں نازل ہوا، جس کی ہدایات و تعلیمات کا تجزیہ کرنے سے چند چیزیں نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہیں جن کو انسان کامل بنانے میں خاص دخل ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت سے جو جماعت تیار ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "حزب اللہ" رکھ کر ان کی فلاحِ دنیا و آخرت کی ضمانت دے دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[12]

یہی اللہ کا گروہ ہے، خبر دار بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کی صفات و خصوصیات قرآن میں مختلف سورتوں میں مختلف عنوانات کے ساتھ بیان فرمائی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس گروہ کی تعلیم و تربیت کس نصاب اور کن خطوط پر فرمائی تھی اور آج کوئی شخص یا جماعت اگر سیرت نبی ﷺ پر عمل پیرا ہو کر صحیح انسان اور اچھے افراد پیدا کرنا چاہے تو ان کو یہ کام کس طرح اور کن اصولوں پر انجام دینا چاہیے۔

اہل مکہ کے ظلم و ستم کے جواب میں ہدایت کیلئے کرنا:

آپ ﷺ کو نبوت ملنے کے بعد اہل مکہ نے 13 سال کے عرصے میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم و ستم ڈھائے، مختلف قسم کی تکالیف اور زدو کوب کا نشانا بنایا مگر آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اس ظلم کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ آپ ﷺ کو سفر طائف میں لوگوں نے لہولوہان کر دیا مگر آپ ﷺ نے پھر بھی بد دعا نہ دی بلکہ ان کے لیے مغفرت اور ہدایت کی دعا فرمائی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ[13]

اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما۔ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں

آپ ﷺ نے ظلم کا بدلے میں مشرکین مکہ کیلئے مغفرت وہدایت کی دعا مانگ کر پیغمبر امن وآشتی کا پیغام پوری انسانیت کو دیا ہے اور یہ تلقین کی ہے کہ ہر ظلم کا جواب ظلم کر کے دینے سے امن وسلامتی قائم نہیں ہوتی ہے، بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس ظالم کیلئے ہدایت کی دعا مانگ کر بھی امن کا قیام ممکن ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیں اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرنے کی تلقین فرمائی ہے، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم

اصلاحِ معاشرہ میں سیرت نبی ﷺ کا کردار:

کسی بھی فرد یا قوم کے بننے یا بگڑنے کا اصل مدار اس کے ماحول اور معاشرہ پر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ہر شخص پر یہ ذمہ داری عائد کر دی کہ وہ جس طرح اپنے عمل کی اصلاح کی فکر کرے اسی طرح اپنے اہل وعیال اور خاص احباب کی اصلاح کیلئے بھی ایسی کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔۔۔الآية[14]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[15]

آگاہ ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا

میثاقِ مدینہ اور قیامِ امن کی دستاویز:

آپ ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد فوری طور پر سب سے پہلے جن امور پر مہاجرین وانصار کی توجہ دلائی، ان میں سر فہرست "مواخات مدینہ اور میثاقِ مدینہ" ہیں۔ ان امور پر خصوصی توجہ کا واحد مقصد مہاجرین وانصار صحابہ کرام کو رشتہ اخوت سے منسلک کرنا تھا اور صدیوں کی دشمنی کو محبت وبھائی چارگی میں بدلنا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مدینہ میں کچھ یہودی قبائل بھی آباد تھے، ان کے ساتھ مدینہ کی شہریت میں امن وامان قائم رکھنے کیلئے تیار کرنا تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کا کہنا ہے کہ مدینہ میں آپ ﷺ نے مہاجرین کے معاشی مسائل حل کرنے کیلئے مواخات کا انتظام کیا اور اس کے بعد مملکت کے قیام کی طرف توجہ فرمائی اور وہ یوں کہ ایک مملکت میں حکمران اور رعایا کے جو حقوق وفرائض ہوں گے انہیں تحریری طور پر مرتب کیا گیا۔ اس تاریخی دستاویز کو جو قابل ذکر اہمیت حاصل ہے وہ یہ کہ یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے جو نبی امی کے ہاتھوں وجود میں آتا ہے۔[16]

آپ ﷺ نے اس مواخات اور میثاق مدینہ کو محض کھوکھلے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا تھا بلکہ اسے ایک ایسا نافذ العمل عہد وپیمان قرار دیا تھا جو خون اور مال سے مربوط تھا۔ اس مواخات کے ساتھ ایثار وغمگساری اور موانست کے جذبات بھی مخلوط تھے اور اسی لیے اس نے نئے معاشرہ کو بڑے نادر اور تابناک کارناموں سے پُر کر دیا تھا۔[17]

میثاقِ مدینہ کے اس دستور کی کچھ دفعات سے امن وسلامتی کا ایک پیغام ملتا ہے جس کے مطابق امن اور جنگ ناقابل تقسیم چیز ہو گی یعنی اگر امن ہو تو اس سلطنت کے سارے باشندوں کیلئے ہو گا اور جنگ ہو تو سارے باشندوں کے لیے۔ صلح وجنگ کی مرکزیت اور ان کا ناقابل تقسیم ہونا ایک اہم بات تھی۔ اسی طرح دستور کے مطابق تمام نزاعی فیصلے بلا تفریق مسلم وغیر مسلم عدل وانصاف کی بنیاد پر کیے جائیں گے۔ میثاقِ مدینہ کی دستاویزات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ کی شہریت کو ہر قسم کے فتنہ وفساد سے محفوظ رکھنے اور امن کا گہوارہ بنانے کی ہر ممکن کوشش فرمائی اور ایک دوسرے کے امور میں عدل وانصاف کی فضا قائم فرمائی۔

بدری قیدیوں سے حسن سلوک:

جنگ بدر میں ستر قیدی مسلمان کی قید میں آئے تھے۔ اسلام کی یہ پہلی جنگ تھی جس میں قیدیوں کے حوالے سے کوئی تعلیمات اس وقت موجود نہ تھی، چنانچہ سورہ انفال میں قیدیوں سے متعلق احکامات نازل ہوئے اور آپ ﷺ کی اعلیٰ اخلاقی ظرف سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدری قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک رکھا گیا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آئندہ بھی حسن سلوک رکھنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابو عزیز بن عمیر (جو بدر کے قیدیوں میں سے تھے) فرماتے ہیں کہ

كُنْتُ فِي الْأُسَارَى يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَوْصُوا بِالْأُسَارَى خَيْرًا، وَكُنْتُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَكَانُوا إِذَا قَدِمُوا غَدَاءَهُمْ أَوْ عَشَاءَهُمْ أَكَلُوا التَّمْرَ وَأَطْعَمُونِي الْخُبْزَ بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمْ[18]

میں بدر کے دن جنگی قیدیوں میں سے تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جنگی قیدیوں سے اچھے سلوک کی تلقین کی، اور میں انصار کی ایک جماعت میں تھا تو جب وہ ان کو صبح کا یا شام کا کھانا پیش کرتے تو خود کھجوریں کھالیتے اور مجھے روٹی کھلاتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق اچھے سلوک کا حکم دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ قیدی خواہ مسلمان ہوں یا کافر، ان سے انسانیت کے دائرے میں اچھا سلوک کیا جائے، نیز اسلامی تعلیمات میں قیدیوں کے ساتھ نرمی، انہیں کھانا کھلانے، تکلیف نہ دینے، اور حتیٰ المقدور انہیں آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اصول بین الاقوامی انسانی حقوق کے جدید معیارات سے بھی ہم آہنگ ہیں۔

صلح حدیبیہ اور امن پسندی:

مشرکین مکہ کے ساتھ آپ ﷺ کا صلح حدیبیہ کا معاہدہ امن پسندی کے قیام کا ایک تاریخی معاہدہ تھا۔ مسلمان مدینہ میں تین بڑی جنگوں (بدر، احد اور خندق واحزاب) کے فاتح کی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ کہ اگر آپ

ﷺ ادنیٰ سا اشارہ بھی لڑائی اور جنگ کا فرما دیتے تو اللہ تعالیٰ بدر کی طرح یہاں بھی اپنی غیبی نصرت کے تحت فرشتے نازل کر کے اپنے آخری نبی کو ضرور غلبہ عطا فرما دیتا اور قریش کے نہ چاہنے کے باوجود وہ زبردستی مکہ میں داخل ہو جاتے اور عمرہ کر کے ہی واپس ہوتے مگر آپ ﷺ نے شہر حرم کی حرمت، بعض بڑے مقاصد اور امن کی خاطر اہلِ مکہ کی من مانی شرائط پر ہی جنگ کی بجائے صلح کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ اپنے نورِ نبوت سے اس صلح میں متعدد قسم کی فتوحات پر مشتمل جو "فتح مبین" اور جنگ بندی اور امن وامان کے نتیجے میں اسلام کا فروغ اور اللہ کی منشا دیکھ رہے تھے، وہ صحابہ کو نظر نہیں آرہی تھی۔ بظاہر صلح حدیبیہ کے شرائط مسلمانوں کیلئے سودمند نظر نہیں آتیں تھی بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! پھر عرض کیا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! پھر عرض کیا کہ پھر ہم اپنے دین کے بارے میں یہ ذلت آمیز شرائط کیوں مانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کی تسکین اور ہر قیمت پر معاہدہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پورے وثوق اور اللہ پر بھرپور اعتماد سے واضح فرمادیا کہ

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي[19]

میں اللہ کا رسول ہوں' اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔

حدیبیہ کا معاہدہ مسلمانوں کے اس صلح پر عدم اطمینان کا آئینہ دار ہے، لیکن آپ ﷺ نے قیامِ امن کی خاطر اپنے صحابہ کو صبر کی تلقین کی اور صلح کے معاہدہ کو منظور کر لیا۔ دنیا کی تاریخ میں نہ اس سے پہلے اور نہ ہی مستقبل میں امن کے قیام کیلئے اس طرح کے معاہدے پر صلح نہیں کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے قیامِ امن کیلئے جو کردار ادا کیا وہ یقیناً ناقابل فراموش ہے۔

خطبۂ فتح مکہ میں امن وسلامتی کا پیغام:

آپ ﷺ نے قیامِ امن کیلئے جو جدوجہد کی، اس میں انسانیت کے تحفظ اور "انسانی حقوق" کے حوالہ سے آپ ﷺ کے خطبۂ فتح مکہ جو 8 ہجری کو دیا گیا تھا، بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ فتح مکہ کا واقعہ حکومتِ امن کی تاسیس، امن، آزادی، رواداری، عدل وانصاف اور انسانی مساوات کی حقیقی تاریخ کو ظاہر کرتا ہے اور آپ ﷺ کے پیغمبرِ امن ہونے کا واضح ثبوت دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے بنیادی انسانی حقوق کے اس اولین تاریخی چارٹر "خطبہ فتح مکہ" کی اہم دفعات میں "امن، آزادی اور مساوات انسانی کے اعلان" کا ذکر بطور خاص ملتا ہے۔[20]

آپ ﷺ کا غزوات میں امن وسلامتی کا کردار:

آپ ﷺ کے غزوات، سرایا اور فوجی مہمات پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دنیا کے سب سے بڑے امن پسند، باکمال فوجی کمانڈر تھے۔ آپ ﷺ نے امن وامان قائم کیا۔ فتنے کی آگ بجھائی اور تلوار کے

بجائے دلیل سے دشمن کے جسم وجان کے بجائے دل کو فتح کیا۔ پہلے جنگ ہوس دولت اور ہوس ملک گیری، مذہبی جبر اور لوٹ مار، قتل وغارت گری، ظلم وزیادتی اور انتقام وتشدد، کمزوروں کو کچلنے، آبادیاں ویران کرنے اور عمارتیں ڈھانے، عورتوں کی بے حرمتی کرنے، بوڑھوں، بچوں کے ساتھ سنگدلی سے پیش آنے کا نام ہوا کرتی تھی، مگر آپ ﷺ نے ان تمام اسباب ومقاصد کو بھی تبدیل کر ڈالا اور جنگوں کی روح تبدیل کر کے اسے ایک مقدس جہاد میں بدل دیا۔ کیونکہ اب جنگ کا مفہوم یہ ہو گیا ہے کہ انسان کو قہر وظلم سے نکال کر عدل وانصاف کے نظام میں لانے کی مسلح جدوجہد قائم کی جائے جس میں طاقت ور کمزور ہو جائے جب تک کہ اس سے کمزور کا حق لے نہ لیا جائے۔ اسی طرح اب جنگ کا معنی یہ ہو گیا کہ اللہ زمین کو غدر وخیانت، ظلم وستم اور بدی وگناہ سے پاک کر کے اس کی جگہ امن وامان، رافت ورحمت، حقوق رسانی اور مروت اور انسانیت کا نظم بحال کیا جائے۔ آپ ﷺ نے جنگ کے اصول وضوابط بھی مقرر فرمائے اور اپنے فوجیوں اور کمانڈروں پر ان کی پابندی لازمی قرار دیتے ہوئے کسی حال میں بھی ان سے باہر جانے کی اجازت نہ دی۔ آپ ﷺ کمانڈروں کو تقویٰ اور خیر کی وصیت فرماتے اور یہ فرماتے کہ

"فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ[21]"

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا

حتی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

إِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ[22]

لوٹ کا مال مردار سے زیادہ حلال نہیں

اسی طرح دیگر احادیث میں ہمیں تعلیمات ملتی ہیں کہ غزوہ کرو، خیانت نہ کرو، بدعہدی نہ کرو، ناک کان وغیرہ نہ کاٹو، کسی بچے، بوڑھے، عورت، غلام اور غیر قاتل کو قتل نہ کرو۔ سختی نہ کرو، آسانی کرو، لوگوں کو سکون دلاؤ، تنفر نہ کرو، رات میں کسی دشمن قوم کے پاس جاؤ تو صبح ہونے سے پہلے چھاپہ نہ مارو، کسی آگ میں نہ جلاؤ، باندھ کر، لوٹ کر نہ مارو اور اس طرح کے دوسرے بلند پایہ قواعد وضوابط تھے جن کی بدولت جنگ کا عمل جاہلیت کی گندگیوں سے پاک وصاف ہو کر مقدس جہاد میں تبدیل ہو گیا اور ظلم وجور سے بھری دنیا امن وراحت کا گہوارہ بن گئی۔

قیامِ امن کا عالمی چارٹر:

آپ ﷺ کا انسانیت کے نام سے عالمی چارٹر "خطبہ حجۃ الوداع" کے بارے میں یہ کہنا بجا ہے کہ یہ امن وامان کے قیام کیلئے انسانیت کا سب سے پہلا منشورِ انسانی حقوق اور ظلمت کدہ عالم سے انسان دشمنی، بدامنی، ناانصافی، جبر وتشدد اور استحصال واستبداد کے خاتمہ پر مبنی فلاحی نظام ہے۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کی صورت میں "امن عالم" کا منشور اعظم اس تاریخی دور میں عطا فرمایا تھا جب عہد حاضر کی ترقی یافتہ اقوام تہذیب وتمدن سے بہت دور تھیں جس میں مغربی

دنیا امن وامان تو درکنار انسانی حقوق کے نام بلکہ انسانیت کے نام سے بھی واقف نہیں تھی، بلکہ انسانیت اور انسانیت نوازی سے حد درجہ دور تھی۔ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے یورپ کا نامور دانشور اور مؤرخ "رابرٹ بریفالٹ" لکھتا ہے کہ

From fifth to the tenth century, Europe lay, sunk in a night of barbarism which grew darker and darker. It was a barbarism far more awful and horrible than that of the primitive savage, for it was the decomposing body of what had been a great civilization.[23]

پانچویں صدی عیسوی کے آغاز سے دسویں صدی عیسوی کے اختتام تک یورپ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس دور میں وحشت ودہشت زمانہ قدیم کی درندگی سے حد تک زیادہ بڑھ چکی تھی۔

سید ابوالحسن علی الندوی اپنی کتاب "نبی رحمت" میں thilly کی کتاب History of Phylosophy میں لکھتے ہیں کہ

"یورپین قومیں جو شمال مغرب کے اندر دور تک آباد تھیں، جہالت وناخواندگی کے مہیب سایہ میں تھیں اور خونریز جنگوں میں مشغول، وہ تمدن انسانی کے کاررواں سے بہت پیچھے اور علوم وفنون کی دنیا سے بہت دور تھیں، نہ بیرونی دنیا کو ان سے کوئی سروکار تھا نہ ان کی بیرونی دنیا سے کوئی مطلب، ان کے جسم گندے اور دماغ اوہام وخرافات سے بھرے ہوئے تھے۔"[24]

خطبہ حجۃ الوداع کو اگر دفعات کی شکل میں دیکھا جائے تو کم از کم اس میں 40 دفعات ہیں۔ اس میں تمام تر دفعات مثبت اقدامات پر مبنی تعمیری افکار پر مشتمل ہیں۔ یہ تمام دنیائے انسانیت کی اصلاح وفلاح کی ضامن، امن وامان کی داعی اور سکون وراحت کی پیامبر ہیں۔ اس میں آپ ﷺ نے کئی ذاتی غرض، کوئی نسلی، قومی، جماعتی مفاد، کسی گروہ کی حمایت، کسی قسم کے منصب واقتدار، جاہ وحشمت اور تفاخر کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ آپ ﷺ نے اس تاریک دور میں انسان کو انسانیت نوازی کا عملی درس دیا۔ انہیں حقوق وفرائض سے آگاہ کیا۔ امن وامان کے منشور اعظم کو نافذ العمل بنا کر دستورِ حیات کا لازمی عنصر اور جزو لاینفک بنا دیا۔ آپ ﷺ نے انسانیت کی بقا کیلئے سب سے پہلے جان، مال، عزت، خاندان کے تحفظ کا حق اور اجتماعی طور پر پورے انسانی معاشروں کے تحفظ کے حقوق کا نہ صرف رسمی اعلان کیا بلکہ یقینی طور پر اس کے عملی نفاذ کی ضمانت فراہم کر کے جبر واستبداد اور استحصالی طرز زندگی کا ناطقہ بند کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ[25]

یقیناً تمہارا خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینہ اور اس شہر میں ہے، تا آنکہ تم اپنے رب سے جاملو۔

دنیا میں عدل و انصاف اور ظلم و جور کا محور صرف تین چیزیں ہیں: جان، مال اور عزت۔ غالباً جہاں بھی بدامنی کی فضا قائم ہوئی لازمی طور پر ان تین چیزوں میں کسی ایک کی وجہ سے ہوئی اور عرب میں تو جان و مال کی کچھ قیمت نہ تھی جو شخص جسے چاہتا قتل کر دیتا تھا اور جس کا مال چاہتا چھین لیتا تھا، جس کی عزت پر چاہا ڈاکہ مارا۔ امن و سلامتی کے پیغمبر ﷺ نے تمام عالم کو "امن عالم" کا دستور دیتے ہوئے معاشرہ کو بدامنی سے پاک کرنے کا پیغام دے دیا ہے۔

نتائج بحث:

زیر نظر مطالعہ کے تمام پہلوؤں کی وضاحت کے بعد دور حاضر کے اعتبار سے عالمی سطح پر امن و امان کے قیام کیلئے درج ذیل نتائج اخذ کیے جاتے ہیں:

- آپ ﷺ نے دنیا کو جو پیغام دیا، اس کا مقصد دنیا بھر سے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ کرنا تھا
- آپ ﷺ نے انسانیت کی تعظیم و تکریم اور انسان کے بنیادی حقوق کی حفاظت پر زور دیا اور اگر عالمی سطح پر انسانی جان و مال اور عزت کا احترام کیا جائے تو جنگ، ظلم، اور دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہے۔
- آپ ﷺ نے تمام اسبابِ فتنہ کا قلع قمع اور جرائم کی بیخ کنی کے ذریعے عالمی سطح پر امن و امان کا قیام فرمایا
- آپ ﷺ کی زندگی امن پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ لڑائی جھگڑے اور دنگا فساد سے گریز کیا
- آپ ﷺ مختلف مذاہب، اقوام اور طبقات کو ساتھ لے کر چلے، کیونکہ ان کے حقوق کا احترام کرنا ہی عالمی امن کی کنجی ہے۔
- آپ ﷺ کی سیرت کے مطابق عدل و انصاف اگر بین الاقوامی سطح پر یکساں ہو، تو ظلم، احساسِ محرومی اور انتقام کی بنیادیں ختم ہو جائیں گی۔
- آپ ﷺ کی سیرت کو اپنا کر اگر موجودہ دور میں اقوام صبر، مکالمے اور حکمت پر عمل کر کے جنگوں کی جگہ امن کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔
- آپ ﷺ نے نسل پرستی، قوم پرستی اور تعصب کو ختم کر کے امن کی فضا قائم کی جو کہ عالمی وحدت اور انسانی برابری ہی پائیدار امن کی بنیاد ہے۔

خلاصہ بحث:

امن و سلامتی ہر اس کیفیت کا نام ہے کہ جس میں انسان ہر قسم کے خوف و خطر، بے یقینی، فتنہ و فساد، ظلم و جور اور دہشت گردی سے اپنے قلب کو سکون و اطمینان میں محسوس کرے۔ امن صرف فرد کی کیفیات سے متعلق نہیں ہوتا

ہے بلکہ معاشرتی، ریاستی اور عالمی سطح پر اس کا اطلاق "قوموں کا باہمی مناقشات اور جھگڑوں سے پرہیز کرنا" پر بھی ہوتا ہے۔ پورے دین اسلام میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمام انسانوں کیلئے یہی تعلیمات موجود ہیں کہ انہیں ان کے جان، مال، عزت، دین اور عقل کا تحفظ فراہم کیا جائے، خواہ وہ کسی بھی قبیلے سے کیوں نہ ہو، کسی بھی ذات پات سے اس کا تعلق کیوں نہ ہو، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ آپ ﷺ دین اسلام کے ذریعے پورے عالم میں امن وامان اور سلامتی وراحت بن کر تشریف لائے تھے۔ جس وقت تک دنیا نے آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کیا امن وچین کا دور دورہ رہا۔ جب چھوڑا تو فتنہ وفساد، ظلم وجور اور طرح طرح کے جرائم پھوٹ پڑے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا مکمل جائزہ لینے کے بعد یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے معاشرے میں امن وسلامتی کے فروغ اور ہر انسان کی جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ وسلامتی کے لیے ایسے متعدد اور دوررس اقدامات فرمائے جنہوں نے کم از کم جزیرۃ العرب کو امن کا گہوارہ بنادیا۔ آپ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو نصائح فرمائی ہیں، وہ پوری دنیا میں امن کے قیام کیلئے کلیدی حیثیت رکھتی ہے جنہیں اپنا کر تمام اقوام آپس کے نزاع، معاشرتی فتنہ وفساد بلکہ فساد فی الأرض سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اتحاد واتفاق کو فروغ دیکر پُرامن معاشرے کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں وہ تمام اصول موجود ہیں جن کی روشنی میں اگر دنیا عمل کرے تو عالمی سطح پر امن، رواداری، عدل اور بھائی چارہ قائم ہو سکتا ہے۔ اقوام متحدہ اور عالمی اداروں کو چاہیے کہ وہ سیرتِ نبوی ﷺ کے ان سنہری اصولوں کو اپنے منشور کا حصہ بنائیں، کیونکہ یہ اصول صرف مسلمانوں کے نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔

حوالہ جات

[1] ابن منظور- أبو الفضل جمال الدين محمد بن مكرم الأنصاري، لسان العرب، دار صادر، سال اشاعت: 2003م، جلد 1، ص 164

[2] مجمع اللغة العربية، المعجم الوسيط، مكتبہ الشروق الدوليہ، اشاعت چہارم، سال اشاعت: 2004ء، ص 28

[3] Oxford Collections Dictionary: for students of English, Oxford University Press, 1st Edition, 2002, P:559

[4] Merriam-Webster's Collegiate Dictionary, Merriam-Webster, 11th edition, P: 932

[5] محمود، عبد الرحمن، عبد المنعم، معجم المصطلاحات والالفاظ الفقهية، دار الفضيلة، قاہرہ، مصر، ص 283 اور 292

[6] الراغب، اصفہانی، ابو القاسم الحسین بن محمد، مفردات القرآن، مکتبہ نزار مصطفی الباز، بیروت، جلد 1، ص 32

[7] غلام احمد چودھری، امن عالم سیرت طیبہ کی روشنی میں،اقبال پبلشنگ کمپنی، لاہور،اشاعت اول، سال اشاعت:1999ء،ص37

[8]احمد ابن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبل، ترجمہ: مولانا محمد ظفر اقبال، مکتبہ رحمانیہ، جلد1، ص658، حدیث نمبر: 1655

[9]ابن ہشام، محمد عبدالملک، سیرت النبی ﷺ،ترجمہ:مولوی قطب الدین احمد، ناشر:اسلامی کتب خانہ، لاہور، جلد1،ص190

[10] ابن کثیر، ابوالفداء، حافظ، البدایۃ والنھایۃ، المعارف:بیروت، سال اشاعت:1990ء، جلد2،ص291

[11] گیلانی، مناظر احسن، مولانا، النبی الخاتم، م:ایس ایم میر، ط: چہارم، س ط(1950م)، ص35

[12] المجادلہ:22

[13] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجعفی، صحیح بخاری وھوالجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ،،م:دارابن کثیر،بیروت،لبنان،ط:اول،س ط:2002م،ص661،حدیث:3477

[14] التحریم:6

[15] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجعفی، صحیح بخاری وھوالجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ،(محولہ بالا)،ص1764،حدیث:7138

[16] حمید اللہ،ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، اسلام آباد، ط: گیارہ، س ط:2007م، ص204

[17] البوطی، محمد سعید رمضان، الدکتور، فقہ السیرۃ النبویۃ مع موجز لتاریخ الخلافۃ الراشدۃ،م:دارالفکر المعاصر، بیروت، لبنان، ط:دہم، س ط(1991م)ص217تا228

[18] طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الصغیر للطبرانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، س ط:1984م،ج1،ص146

[19] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجعفی، صحیح بخاری وھوالجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ،(محولہ بالا)،ص672،حدیث:2731

[20] ترتیب واضافہ: مولانا غلام رسول مہر، رسول رحمت ﷺ (مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات کا مجموعہ)، م: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ط (ن م)، ص438-439

[21] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجعفی، صحیح بخاری وھوالجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، (محولہ بالا)، ص742، حدیث:3015

[22] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، السنن لامام ابی داؤد، م: دارالتاصیل، ط: اول، س ط (2015م)، ج4، ص506، حدیث:2693

[23] Robert. B. The Making of Humanity, George Allen & Unwin LTD. London. 1st Published in 1919. P:164

[24] ندوی، ابوالحسن، علی، نبی رحمت ﷺ، م: مجلس نشریات اسلام، کراچی، ط: سوم، ص55

[25] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجعفی، صحیح بخاری وھوالجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، کتاب الحج، (محولہ بالا)، ص420، حدیث:1741

مصادر و مراجع:

1) القرآن الکریم
2) بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجعفی، صحیح بخاری وھو الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، دار ابن کثیر، بیروت، لبنان، اول، 2002م
3) ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، السنن لامام ابی داؤد، دار التاصیل، اول، 2015م
4) احمد ابن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبل، ترجمہ: مولانا محمد ظفر اقبال، رحمانیہ
5) طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الصغیر للطبرانی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1984م
6) ابن منظور، أبو الفضل جمال الدين محمد بن مكرم الأنصاري، لسان العرب، دار صادر، 2003م
7) مجمع اللغة العربية، المعجم الوسیط، الشروق الدولیہ، چہارم، 2004م
8) محمود، عبد الرحمن، عبد المنعم، معجم المصطلحات والالفاظ الفقهية، دار الفضيلة، قاہرہ، مصر
9) الراغب، اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد، مفردات القرآن، نزار مصطفی الباز، بیروت
10) غلام احمد چودھری، امن عالم سیرت طیبہ کی روشنی میں، اقبال پبلشنگ کمپنی، لاہور، اول، 1999م
11) ابن ہشام، محمد عبد الملک، سیرت النبی ﷺ، ترجمہ: مولوی قطب الدین احمد، اسلامی کتب خانہ، لاہور
12) ابن کثیر، ابوالفداء، حافظ، البدایۃ والنھایۃ، المعارف: بیروت، 1990م
13) گیلانی، مناظر احسن، مولانا، النبی الخاتم، ایس ایم میر، چہارم، 1950م
14) حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، اسلام آباد، گیارہ، 2007م
15) البوطی، محمد سعید رمضان، الدکتور، فقہ السیرۃ النبویۃ مع موجز لتاریخ الخلافۃ الراشدۃ، دار الفکر المعاصر، بیروت، لبنان، دہم، 1991م
16) ترتیب واضافہ: مولانا غلام رسول مہر، رسول رحمت ﷺ (مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات کا مجموعہ)، شیخ غلام علی اینڈ سنز
17) ندوی، ابوالحسن، علی، نبی رحمت ﷺ، مجلس نشریات اسلام، کراچی، سوم
18) Oxford Collections Dictionary: for students of English, Oxford University Press, 1st Edition, 2002
19) Merriam-Webster's Collegiate Dictionary, Merriam-Webster, 11th edition
20) Robert. B. The Making of Humanity, George Allen & Unwin LTD. London. 1st Published in 1919